کالم آف دی ویک

''ہولوکاسٹ'' اور مغربی آزادیٔ صحافت

آصف محمود ایڈووکیٹ

مغرب کی ''آزادیٔ صحافت'' کا اصرار ہے کہ اس کے تقدس کی خاطر مسلمان ناموس رسالتؐ سے دستبردار ہو جائیں۔ سوال یہ ہے کہ اس آزادیٔ صحافت کی حقیقت کیا ہے؟ آپ Holocaust کا مطالعہ کیجئے' آپ کو اس سوال کا جواب مل جائے گا۔

Holocaust ایک داستان ہے جسے مقدس آدرش بنا کر سارے یورپ پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ اس داستان کا کہنا ہے کہ نازیوں نے تقریباً 60 لاکھ یہودیوں کا قتلِ عام کیا اور انہیں گیس چیمبرز میں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ یہودیوں کی مظلومیت کی یہ داستان یورپ میں اتنا تقدس رکھتی ہے کہ وہاں قانوناً اس داستان کو زیر بحث لانا اس سے اختلاف کرنا منع ہے۔ آسٹریا میں اس کی سزا سات سال ہے۔ فرانس میں Gayssot Law (1990ء) کے آرٹیکل 24 بی کے مطابق اس جرم کی سزا ایک سال قید یا تین لاکھ فرانک جرمانہ ہے۔ یہی حال دیگر یورپی ممالک کا ہے۔ کہیں ایک سال تو کہیں تین سال' تاہم سارے یورپ میں یہ طے ہے کہ کوئی فرد' کوئی اخبار اور کوئی صحافی اس داستان سے اختلاف نہیں کرے گا اور کوئی دوسرا مؤقف شائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس وقت کسی یورپی صحافی کی جرأت نہیں کہ وہ Holocaust کی صحت سے انکار کر سکے یا اس پر کسی بحث کا آغاز کر سکے۔ اس بارے میں یہودیوں نے جو اعلامیہ جاری کیا' یورپ اس پر عمل پیرا ہے۔ اس اعلامیے کے مطابق ہمیں خود سے قطعاً یہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے کہ اتنے وسیع پیمانے پر قتل عام فنی طور پر کیسے ممکن ہوا۔ گیس چیمبرز کے وجود کے بارے میں نہ تو کوئی سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی پیدا ہو سکتا ہے۔

گیس چیمبرز میں یہودیوں کے قتل کے بارے میں دو اعتراف جرم سامنے آئے ہیں ایک Hess کا اور دوسرا Sauckel کا۔ Hess نے اپنی سوانح حیات ''آٹو بائیوگرافی آف ہیس'' میں لکھا ہے کہ ان سے تشدد کے ذریعے ایسے صفحات پر دستخط کرا لئے گئے جن کے بارے میں انہیں کچھ علم نہ تھا کہ ان پر کیا لکھا ہے۔ اس تشدد کی گواہی Rupert Butler بھی دیتے ہیں جنہوں نے 11 مارچ 1946ء کو Hess کو ایک فارم سے گرفتار کیا۔ Sauckel کا اعتراف جرم بھی تشدد کا شاخسانہ تھا اور فرانس کی قومی اسمبلی کے سابق ڈپٹی سپیکر اور سینیٹر راجہ گارادڈی نے اپنی کتاب The Founding Myths of Israeli Foreign Policy کے صفحہ 69 پر Sauckel کا بیان نقل کیا ہے جو اس نے ٹریبونل کے سامنے دیا کہ ان سے تشدد کے ذریعے ان دیکھی تحریر پر دستخط کرائے گئے۔

جس ٹریبونل نے Holocaust پر مہر تصدیق ثبت کی اس کے سارے جج اتحادی تھے۔ 60 فیصد یہودی تھے اور مترجم کے فرائض انجام دینے والوں کی اکثریت بھی یہودی تھی۔ یہ Nuremberg ٹرائل دنیا کا بدنام زمانہ ٹرائل تھا جس کے بارے میں 26 جولائی 1946ء کو خود امریکی اٹارنی جنرل رابرٹ ایچ جیکسن نے کہا تھا کہ ''یہ اتحادیوں کی جنگ کا تسلسل ہے۔''

آرٹیکل 19 اور آرٹیکل 21 کے تحت اس ٹریبونل نے شہادتیں وصول کر کے یہودیوں کے قتل عام پر مہر تصدیق ثبت کی۔ آرٹیکل 19 کا کہنا تھا کہ ٹریبونل روایتی طریقہ شہادت سے آزاد ہو گا اور جو شہادت اس کا جی چاہے وہ قبول کر لے گا۔ آرٹیکل 21 کا کہنا تھا کہ Public Notoriety ایک مضبوط شہادت تصور کی جائے گی اور اس کے لیے مزید واقعاتی شواہد نہیں مانگے جائیں گے۔ یعنی ہر وہ چیز جو لوگ عمومی طور پر درست سمجھتے ہوں وہ درست قرار پائے گی۔

چنانچہ اس طرح کی مضحکہ خیز عدالتی کارروائی کے ذریعے یہ ثابت کیا گیا کہ نازیوں نے گیس چیمبروں میں یہودیوں کا قتل عام کیا۔ چنانچہ کئی مضبوط شواہد کو ٹھکراتے ہوئے طے کرلیا گیا کہ گیس چیمبر تھے اور قتل عام ہوا تھا۔ حالانکہ Wolter Laquer اپنی کتاب Terrible Secret (صفحہ 190) میں لکھتے ہیں کہ ہٹلر نے یہودیوں کے قتل عام کا کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ یہی اعتراف تل ابیب ڈاکومنٹیشن سنٹر کے ڈائریکٹر Kubvof نے بھی کیا جو Lucky Dawid Owic2 کی کتاب The war against jews کے صفحہ 121 پر موجود ہے۔ نازیوں کے خلاف قائم ہونے والے ٹریبونل کے امریکی جج Stephen.s. Pinter کا 14 جون 1959ء کو کیتھولک ہفت روزہ Sunday Visitor میں ایک خط شائع ہوا جس میں وہ اعتراف کرتے ہیں کہ:

''میں نے 17 ماہ امریکی ملٹری جج کے طور پر کام کیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہاں کوئی گیس چیمبر نہ تھا اور میں اس موضوع پر کسی بھی آدمی سے زیادہ معلومات رکھتا ہوں۔''

معروف برطانوی تاریخ دان David Irving کے مطابق دنیا بھر کے نمایاں قانون دان Nuremberg ٹرائل کی کارروائی پر شرمندہ ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے امریکی کورٹ کے جسٹس رابرٹ ایچ جیکسن کی ذاتی ڈائری پڑھی تو معلوم ہوا وہ بھی اس پر شرمسار تھے۔ Wennerstrum معروف امریکی جج تھے وہ Nuremberg میں قائم ہونے والے ٹریبونل کے رکن تھے مگر دلبرداشتہ ہوکر وہ واپس امریکہ چلے گئے اور شکاگو ٹریبونل میں انہوں نے کھل کر لکھا کہ وہاں کیا ظلم ہورہا ہے۔ Horlon Fisk Stone امریکی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس رہ چکے ہیں۔ ان کے بارے میں Piller of the Law کے نام سے تھامس مسین نے ایک کتاب لکھی اس کے صفحہ 716 پر لکھا ہے کہ Stone نے بھی اس ٹریبونل کی کارروائی سے احتجاجاً علیحدگی اختیار کرلی تھی۔

یہودیوں کے مارے جانے سے انکار نہیں لیکن 60 لاکھ کی تعداد اور گیس چیمبر بہرحال ایک ایسی داستان ہے جس کا سر ہے نہ پیر۔ اس کہانی کو جس طرح سٹیج پر فلمایا گیا معروف ججز اس سے اختلاف کرتے ہیں جو آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کی شہادتیں جھوٹی اور خودساختہ ہیں۔ معروف مورخین اس کو ڈراما قرار دیتے ہیں۔ لیکن پورے یورپ کے سینکڑوں اخبارات اور ہزاروں صحافیوں میں سے کسی ایک کی جرأت نہیں کہ وہ اس موضوع پر آزادی رائے سے کام لے سکے......تو کیا ہمیں یہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے کہ جو آزادئ صحافت اتنی بے سہارا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کارٹون شائع کرڈالتی ہے' Holocaust کے معاملے میں وہ بکری کیوں بن جاتی ہے؟ (بشکریہ روزنامہ جناح)